DOI: https://doi.org/10.52541/fn.v58i4.1808

معاشرتی علوم کے میدان میں جامعات کے پاکستانی نوجوان محققین کے مسائل اور ان کا حل

عرفان شہزاد ❁
محمد حسین ❁

The Problems Faced by the Young Pakistani Social Scientists in the Universities: A Solution-Based Analysis

Irfan Shahzad❁
Muhammad Hussain❁

ABSTRACT

Pakistan is blessed with more than 60% of the youth population, which can play a constructive role in the progress of the country. But, due to inadequate planning, low education budgets, insufficient number of educational institutes, and governmental negligence, this resource is being wasted. Education, in general, higher education, in particular, are sub-standard. This paper discusses and identifies several issues faced by the young

❁ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، ورچوئل یونی ورسٹی، راولپنڈی۔
❁ ایسوسی ایٹ، شعبہ سلاوی زبانیں، کولمبیا یونی ورسٹی، نیویارک، امریکہ۔

❁ Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Virtual University, Rawalpindi. (irfanshehzad76@gmail.com)

❁ Associate, Department of Slavic Languages, Columbia University, New York, United States of America. (hussain514@gmail.com)

researchers of the universities, especially in the field of social sciences. For the collection of data, two questionnaires were circulated among the Pakistani researchers studying in or graduating from the universities in Pakistan and technologically advanced countries. The responses were then quantified, the results were extracted, and the recommendations in their light are presented.

Keywords

social sciences, Pakistani Universities, post-graduate research, educational policy

۞۞۞۞۞

Summary of the Article

Pakistan is blessed with more than 60% of the youth population, which can play an important role in the progress of the country. But, due to inadequate planning, low education budgets, insufficient number of educational institutes, and governmental negligence, this resource is being wasted. Education, in general, and higher education, in particular, are sub-standard. This paper discusses and identifies several issues faced by the young researchers of the universities, especially in the field of social sciences.

The paper begins with a survey of the educational horizon of Pakistan, focusing primarily on higher education. In this regard, relevant statistics are provided mainly from the figures published by the governmental institutes. In addition, an attempt is made to present a general assessment of the problems faced by the students of higher educational institutes of Pakistan.

The paper then turns to the issues faced by the Pakistani researchers of the universities in the field of social sciences. To compare the situation of Pakistani universities with foreign universities, two questionnaires were prepared to gather the opinions of Pakistani researchers who were studying in Pakistani and foreign universities. The data and the responses of the researchers were then quantified to reach a conclusion.

Questionnaire number 1 was circulated amongst 30 researchers who had either completed or were about to complete postgraduate studies in different universities of Punjab, Sindh and Khyber Pakhtunkhwa provinces of Pakistan. Among these 30 students, 24 were male and 6 were female and their ages ranged from 26 to 50. On the other hand, questionnaire number 2 was sent to 5 male Pakistanis who studied or were studying at postgraduate

levels in the universities of the United States of America, the United Kingdom, and Norway.

Some of the problems which emerged out of the responses to questionnaire number 1 are as follows:

- The overwhelming majority of the students was not satisfied with how the courses on research methodology were taught at the Pakistani universities. In this regard, the main reasons singled out were the inadequacy of the curriculum and the teachers' unawareness of modern trends in research.
- Another problem faced by the researchers related to the publication of their research articles in the journals recognized by the Higher Education Commission of Pakistan. In this context, the respondents identified the following reasons: the lack of guidance provided by the research supervisors in this regard, the large sums of article processing fees charged by many journals, and the bias on the part of members of editorial boards of the journals which sometimes hindered the process of publication of an article.
- Most of the Pakistani universities use *Turnitin* services for checking plagiarism in the theses. The process, however, is mechanical and does not differentiate between regular quoted materials and texts quoted from

materials such as basic sources of Islam and their translations, which is then counted as plagiarism.

- The Higher Education Commission of Pakistan requires PhD dissertations to be evaluated by at least two experts from technologically/academically advanced foreign countries. In many cases, the evaluation reports are submitted after a year, causing a wastage of time for the researchers.

- Several researchers pointed out that they had received inadequate training in academic writing during their postgraduate studies. The researchers also singled out the lack of research-based activities in the classrooms, which was identified as the main cause for this deficiency.

In the light of the problems identified above, the study concludes with recommendations to solve the problems faced by the researchers of social sciences in Pakistani universities.

تعارف

نوجوان پاکستان کی کل آبادی کا تقریباً ۶۰٪ فی صد ہیں، جو ملک کے لیے بڑا سرمایہ ہیں۔ نوجوان کسی بھی قوم کی مستعد افرادی قوت کی علامت ہوتے ہیں۔ پاکستان میں حکومتی عدم توجہی اور جامع منصوبہ بندی کے فقدان کی وجہ سے یہ قیمتی سرمایہ ضائع ہو رہا ہے۔ دنیا بھر میں تعلیم ملک کے حال اور مستقبل کی ترقی کا سب سے بڑا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ تعلیم کے ذریعے ہی سے نوجوان نسل قوم کی قیادت اور خدمات کے لیے تیار ہوتی ہے۔ ہمارے ملک میں تعلیم کے میدان میں نوجوان بہت سے سنگین مسائل کا شکار ہیں۔ نوجوانوں کی ایک بڑی تعداد تو

تعلیم ہی سے محروم ہے۔ جو تعلیم حاصل کر پاتے ہیں، انھیں بھی تعلیم کے معیار اور پھر اپنی صلاحیتوں کی کھپت کے مسائل درپیش ہیں۔ تعلیم یافتہ نوجوانوں کو درپیش چند اہم مسائل، جن کا تعلق معاشرتی علوم کی اعلیٰ تعلیم و تحقیق سے ہے، کو اس مقالے کا موضوع بنایا گیا ہے۔ ان سے متعلق مسائل پر بحث کی گئی ہے اور ممکنہ حل کے لیے چند سفارشات پیش کی گئی ہیں۔[۲]

علمی مواد (Data) کا حصول اور طریقہ کار

نوجوانوں کو تعلیمی اور تحقیقی میدان میں درپیش مسائل کی نشان دہی اور پیشکش کے لیے حکومتی اور نجی تعلیمی اداروں اور انفرادی محققین کے سرویز اور اعداد و شمار سے مدد لی گئی ہے۔ اعداد و شمار سکول، کالج اور یونی ورسٹیوں سے متعلق جمع کیے گئے ہیں۔ ان کا مقداری تجزیہ (Quantitative Analysis) کیا گیا ہے، جس کی روشنی میں پاکستان کی جامعات میں اعلیٰ تعلیم میں تحقیق اور محققین سے متعلق چند بنیادی نوعیت کے اہم مسائل کی نشان دہی کی گئی ہے۔ ان میں دینی مدارس سے متعلق اعداد و شمار کو شامل نہیں کیا گیا؛ کیوں کہ ان کے مسائل کی نوعیت الگ ہے، جس پر علاحدہ بحث کی ضرورت ہے۔

مقالے سے متعلقہ مسائل کے بارے میں دو سوال نامے تشکیل دیے گئے۔ سوال نامہ نمبر ا پاکستان کے ایم فل / ایم ایس اور پی ایچ ڈی کے زیرِ تعلیم اور فاضل محققین کے لیے مرتب کیا گیا اور ان سے ان کی آرا حاصل کی گئیں، جب کہ سوال نامہ نمبر ۲ کو بیرونِ ملک جامعات میں زیرِ تعلیم اور فاضل پاکستانی محققین کے لیے مرتب کر کے ان کی آرا حاصل کی گئیں۔ سوال نامے برقی پیغامات کی صورت میں ارسال کیے گئے۔ دونوں سوال نامے مارچ -اپریل ۲۰۱۶ء کے درمیانی زمانے میں ارسال کیے گئے۔ سوال نامہ ا ہاں / نہیں اور مبنی بر رائے ۸ سوالات پر مشتمل ہے اور سوال نامہ ۲ انشائی نوعیت کے ۴ سوالات پر مشتمل ہے۔

سوال نامہ ا، ۳۰ منتخب افراد کو بھیجا گیا جن میں سے ۶/ خواتین اور ۲۴/ مرد تھے۔ ان کا تعلق پاکستان کے وفاق اور تین صوبوں: پنجاب، سندھ اور خیبر پختون خواہ کی جامعات سے تھا۔ ان میں سے ۱۰/ افراد زیرِ تعلیم تھے اور ۲۰/ فارغ التحصیل۔ زیرِ تعلیم افراد کورس ورک کے بعد تحقیقی کام میں مصروف تھے۔ ان کا تعلق ایم فل / ایم ایس اور پی ایچ ڈی دونوں سے تھا۔ ان کی عمریں ۲۶/ سے ۵۰/ برس کے درمیان تھیں، جب کہ ان کا تعلق معاشرتی علوم کے مختلف شعبہ جات سے تھا۔

۲- یہ مطالعہ ۲۰۱۶ء تک کے دورانیے پر مشتمل ہے، تاہم مسائل کی نوعیت میں معدودے چند کے علاوہ ہنوز کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔

سوال نامہ ۲ ان پاکستانی افراد کو ارسال کیا گیا جو بیرونِ ملک جامعات سے معاشرتی علوم میں اعلیٰ تعلیم یا تو حاصل کر رہے تھے یا پھر مکمل کر چکے تھے۔ یہ سوال نامہ ۵ منتخب افراد (مردوں) کو ارسال کیا گیا جو امریکہ، برطانیہ اور ناروے کی جامعات سے تعلق رکھتے تھے۔

سوالات کے جوابات کو افراد کی تعداد کے تناسب کے لحاظ سے پیش کیا گیا اور سفارشات مرتب کی گئی ہیں۔

بحث

پاکستان کی آبادی تقریباً ۱۳.۱۹۳ ملین ہے،[۳] جس میں نوجوانوں کی آبادی تقریباً ۶۰ فی صد سے زائد ہے،[۴] جو کہ یمن کے بعد دوسرے بڑی نوجوان آبادی ہے۔[۵] ان اعداد و شمار سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ ملک کی آبادی کی واضح اکثریت نوجوانوں پر مشتمل ہے۔

ورلڈ بینک کے شماریات ۲۰۱۴ء کے مطابق پاکستانی نوجوان آبادی کا ۵۸ فی صد خواندہ ہے، جب کہ ۴۲ر فی صد ناخواندہ ہے۔ ۸.۲ر فی صد نوجوان بے روزگار ہیں، جن کے پاس کوئی تکنیکی مہارت بھی نہیں۔[۶] پاکستان کا انسانی ترقی کا اشاریہ ۰.۵۳۷ ہے۔ اس لحاظ سے پاکستان ۱۸۶ ممالک میں سے ۱۴۶ ویں نمبر پر ہے،[۷] یہ کم

3– "Pakistan Education Statistics 2014-15", National Education Management Information System, Academy of Educational Planning and Management, Ministry of Federal Education and Professional Trainining, Government of Pakistan, 9.
http://library.aepam.edu.pk/Books/Pakistan%20Education%20Statistics%202014-15.pdf

۲۰۱۸ء–۱۹ء کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان کی آبادی ۲۱۲ ملین ہو چکی ہے:
"Pakistan Education Statistics 2017-18"
http://library.aepam.edu.pk/Books/Pakistan%20Education%20Statistics%202017-18.pdf

4– "Pakistan's Youth Bulge: Human Resource Department (HRD) Challenges", IPRI
http://www.ipripak.org/pakistans-youth-bulge-human-resource-development-hrd-challenges/#sthash.FkYYksRb.yCnWXrPn.dpbs, accessed March 28, 2016,

5– Ibid.

6– Ibid.

7– Ibid.

سطح تشویش ناک ہے۔ پاکستان میں عمومی بے روزگاری کی شرح ۶٪ فی صد ہے۔[۸] لاکھوں افراد ملازمت کی تلاش میں بیرونِ ملک منتقل ہو گئے ہیں۔ ان کی ایک قابلِ لحاظ تعداد اعلیٰ تعلیم یافتہ اور ہنر مند افراد کی ہے۔ ملک میں رہ جانے والے افراد کی اکثریت بھی ملک سے باہر جانے کی خواہش مند ہے، اس کی وجوہات میں بے روزگاری، کم آمدنی، ترقی کے مواقع کی کمی کے علاوہ ملک میں پائی جانے والی دہشت گردی، لاقانونیت اور عدم تحفظ کے عوامل بھی گنوائے جاسکتے ہیں۔[۹]

ملک میں اعلیٰ تعلیم کے حصول میں مصروف نوجوانوں کے چند اہم مسائل درج ذیل ہیں:

پاکستان تعلیم پر قومی بجٹ کا ۲٪ فی صد کے لگ بھگ خرچ کرتا ہے[۱۰] جو کہ انتہائی ناکافی ہے۔ یونیسکو کے مطابق قومی بجٹ کا ۲۰٪ فی صد تعلیم پر خرچ ہونا چاہیے۔[۱۱]

نوجوان آبادی کے لحاظ سے تعلیمی ادارے بہت کم ہیں۔ پرائمری سطح پر ۶۵.۴ ملین[۱۲] بچوں کے لیے ۱۶۳,۵۴ اسکول ہیں، جن میں سے ۸۸ فی صد سرکاری اور ۱۲ فی صد نجی شعبے میں ہیں۔[۱۳] معیاری نجی تعلیم کے تعلیمی اخراجات متوسط اور کم آمدنی والے طبقات کی پہنچ سے باہر ہیں۔ پرائمری تعلیم لازمی ہونے کے باوجود ۶.۲ ملین بچے اب بھی بنیادی تعلیم سے محروم ہیں۔[۱۴] اس کی وجوہات میں تعلیمی اداروں کی کمی، غربت — جو بچوں

8– “Labour Force Survey 2014-15 (Annual Report)”, Pakistan Bureau of Statistics, accessed March 28, 2016, https://www.pbs.gov.pk/content/labour-force-survey-2014-15-annual-report

9– Amin Ahmad, “Number of Migrants from Pakistan is Increasing”, Dawn, accessed December 11, 2017, https://www.dawn.com/news/1375925/number-of-migrants-from-pakistan-is-increasing

۱۰– ”بجٹ تقریر ۲۰۱۵ء – ۱۶ء“، ۲۳، https://www.finance.gov.pk/budget/budget_speech_urdu_2015_16.pdf

11– “Guidelines for Developing an Education Budget Brief”, Social Policy and Research Section, UNICEF Regional Office for Eastern and Southern Africa (ESARO), March 2019,19 https://www.unicef.org/esa/media/3816/file/Guidelines-Developing-a-Education-Budget-Brief-March-2019.pdf

12– “Pakistan Demographics Profile,” Index Mundi, accessed July 16, 2016, http://www.indexmundi.com/pakistan/demographics_profile.html

13– “Pakistan Education Statistics 2014-15”.

14– Ibid.

سے مزدوری(Child Labour) کرانے پر مجبور کرتی ہے — اور تعلیم کی افادیت سے آگاہی نہ ہونا ہے۔

جو بچے سکول جاتے ہیں انھیں معیاری تعلیم میسر نہیں، خصوصاً سرکاری اداروں کا معیارِ تعلیم پست ہے۔ سرکاری اور نجی سکولوں کی تعلیم کے معیار اور اسلوب میں بہت تفاوت ہے، جس سے نہ صرف تعلیمی ناہم واری پیدا ہو رہی ہے بلکہ معاشرے میں سماجی طبقاتیت بھی پروان چڑھ رہی ہے۔ نتیجتاً مختلف سماجی طبقات کے درمیان بد ظنی، وسائل و مراعات کی غیر منصفانہ تقسیم اور باہمی تعلقات اور تعامل میں تہذیبی اور ثقافتی بُعد بھی بڑھتا جا رہا ہے۔

تعلیم ادھوری چھوڑنے کا رجحان بھی زیادہ ہے۔ پرائمری سطح پر داخلہ لینے والے بچوں کی تعداد ۱۸.۳۶۸/ملین ہے،(۱۵) جب کہ ان میں سے فقط ۱.۲۹۹/ملین جامعات تک پہنچ پاتے ہیں،(۱۶) یعنی ۷.۰۶۹/ملین نوجوان اعلیٰ تعلیم کے لیے جامعات تک پہنچ ہی نہیں پاتے۔ جو نوجوان اعلیٰ تعلیم حاصل کرتے ہیں، ملکی ادارے ان کی تعلیم اور ہنر کو بھی قومی تعمیر و ترقی میں مؤثر انداز میں بروے کار لانے میں ہنوز ناکام نظر آتے ہیں۔

۲۰۱۴ء کے ایک سروے کے مطابق سرکاری جامعات کی تعداد ۹۱ ہے۔ نجی جامعات کی تعداد ۷۲ ہے۔ اسی طرح پاکستان میں جامعات کی کل تعداد ۱۶۳ ہے۔ ۲۰۱۴ء– ۲۰۱۵ء میں گریجویٹ ہونے والوں کی تعداد ۱.۱۴۴ملین رہی۔(۱۷) یہ اوسطاً فی جامعہ تقریباً ۷,۰۱۸/افراد بنتے ہیں۔ مگر ملک میں اعلیٰ تعلیم کے حصول کے مواقع بھی مساوی طور پر میسر نہیں، کیوں کہ جامعات کا زیادہ ارتکاز شہری علاقوں میں ہے، اس لیے چھوٹے شہروں اور دیہی علاقوں (جہاں ملک کی تقریباً دو تہائی آبادی بستی ہے) کے نوجوانوں کو ان جامعات تک رسائی، داخلے اور رہائش وغیرہ میں بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ نئی جامعات کے قیام کی رفتار آبادی میں اضافے کی شرح کے لحاظ سے نہایت سست ہے۔

جامعات کی اعلیٰ سطحی تعلیم میں داخلہ لینے والے امیدواروں کے لیے این ٹی ایس (نیشنل ٹیسٹنگ سروس) کا اضافی داخلہ امتحان بہت سے مسائل پیدا کرتا ہے۔ اس امتحان میں انگریزی، ریاضی کے علاوہ تجزیاتی امتحان بھی شامل ہوتا ہے۔ امیدواروں کی ایک بڑی تعداد کو ان کے تعلیمی زندگی میں یہ مضامین مناسب طریقے

15– Ibid.

16– Ibid.

17– Ibid.

سے پڑھائے ہی نہیں گئے ہوتے، جیسا کہ مدارس کے طلبہ؛ یا اعلیٰ تعلیم تک پہنچتے پہنچتے وہ بہت حد تک ان میں مہارت کھو چکے ہوتے ہیں، خصوصاً معاشرتی علوم کے طلبہ، جو ریاضی کافی کچھ بھول چکے ہوتے ہیں۔ نیز تجزیاتی امتحان کی عموماً کوئی مشق سکول کالجوں کے نصاب اور تدریس میں مناسب طور پر شامل نہیں ہے۔ اس لیے جامعات میں داخلہ لینے کے خواہش مند طلبہ اپنے مضامین میں مطلوبہ تعلیمی قابلیت اور ڈگری رکھنے کے باوجود این ٹی ایس کے امتحان کی رکاوٹ کی وجہ سے اعلیٰ تعلیم کے حصول سے محروم رہ جاتے ہیں، یا بہت مشکل اٹھاتے ہیں۔[۱۸]

جامعات میں داخلہ لینے والے طلبہ کا سب سے بڑا مسئلہ تعلیمی اخراجات کا ہے۔ جامعات کے تعلیمی اخراجات اوسط آمدنی کے حامل طبقے کے لیے ادا کرنا بہت مشکل ہیں۔ یہ مالی اور ذہنی پریشانی، طلبہ کی تعلیم پر بھی اثر انداز ہوتی ہے۔ چناں چہ طلبہ بعض اوقات تعلیم ادھوری چھوڑنے پر مجبور ہو جاتے ہیں، یا اپنی پڑھائی کے ساتھ کل وقتی یا جزوقتی ملازمت پر مجبور ہو جاتے ہیں اور اس طرح ان کی صحت اور پڑھائی دونوں متاثر ہوتے ہیں۔ ہائیر ایجوکیشن کمیشن اس سلسلے میں معاونت کرتی رہی ہے لیکن یہ پہلے بھی ناکافی تھی، اور اب اس میں مزید کمی کر دی گئی ہے۔

جامعات میں اعلیٰ تعلیم کی کلاسوں میں داخلے کے مسائل میں سے ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ بعض اوقات طلبہ کو کسی خاص، مسلک، نسل، ذات اور سماجی حیثیت کی وجہ سے داخلے سے محروم کر دیا جاتا ہے یا رکاوٹ پیدا کی جاتی ہے۔ داخلہ کسی طرح مل بھی جائے تو یہ امتیازات تعلیم کے تمام مراحل میں درپیش رہتے ہیں۔

ایم فل / ایم ایس اور پی ایچ ڈی کی تعلیم کا معیار بھی ایک مسئلہ ہے۔ نصاب کے بارے میں ملا جلا رجحان دیکھنے میں آتا ہے۔ کہیں معیاری ہے تو کہیں غیر معیاری۔

علمی سرقے (Plagiarism) کے حوالے سے بھی بہت سے مسائل، خاص طور پر اسلامیات اور اردو کے محققین کو درپیش ہیں۔ قرآنی آیات، احادیث کے متون اور ان کے تراجم کو بھی مماثلتی اشاریہ سرقہ میں ظاہر کرتا ہے۔ اس غیر ضروری پکڑ سے بچنے کے لیے محققین کو نت نئے طریقے اختیار کرنا پڑتے ہیں۔ کہیں انھیں نئے تراجم بنانے پڑتے ہیں، کبھی نئی تراکیب ایجاد کرنا پڑتی ہیں اور کبھی اقتباسات میں کوئی لفظی تبدیلیاں کرنی پڑتی ہیں جس سے بعض اوقات مفہوم یا ترجمانی میں فرق پڑ جاتا ہے۔ قرآنی آیات اور احادیث کے متون کو بدلا نہیں جا سکتا؛ چناں چہ ایسا مقالہ جس میں ان متون کو کثرت سے نقل کرنا پڑتا ہے، ان کے لیے مبینہ سرقہ کی پکڑ سے نکلنا بہت مشکل ہو جاتا ہے اور اس عمل میں ان کا وقت بھی ضائع ہوتا ہے۔

۱۸۔ جامعات کو اب یہ اجازت حاصل ہے کہ داخلے کے امیدوار طالب علم نے اگر این ٹی ایس کا امتحان نہیں دیا تو وہ جامعہ کا اپنا داخلہ امتحان دے کر داخلہ حاصل کر سکتا ہے۔

۲۰۱۴ءتک ملک میں۱۱۸۴۶/ افراد پی ایچ ڈی کر چکے تھے۔ ۲۰۱۳ء میں ۱۱۷۹ پی ایچ ڈی تیار ہوئے، جب کہ ۲۰۱۴ء میں ۱۲۴۹ پی ایچ ڈی تیار ہوئے، جو گذشتہ سال سے ۷۷ افراد زیادہ تھے۔ ہر سال ایم فل / ایم ایس اور پی ایچ ڈی کرنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے، لیکن ملازمت کے مواقع کم سے کم تر ہوتے جا رہے ہیں۔ نئی جامعات کا قیام عمل میں نہیں لایا جا رہا اور ریٹائرمنٹ کے بعد دوبارہ بھرتی کے مستقل رجحان نے ملازمت کے مواقع مزید محدود کر دیے ہیں۔

پاکستان کے وفاقی سروس قوانین کے مطابق ریٹائرمنٹ کے بعد دوبارہ بھرتی صرف انتہائی ناگزیر حالات کی بنا پر کی جا سکتی ہے، یعنی اس وقت جب متعلقہ آسامی کے لیے مناسب امیدوار دست یاب نہ ہو، وگرنہ حتی الامکان اس سے گریز کیا جائے گا۔[19] تاہم پاکستان میں عموماً اور جامعات میں خصوصاً ریٹائرمنٹ کے بعد دوبارہ بھرتی معمول کی بات ہے۔ بعض جامعات کے سروس قوانین کے مطابق یونی ورسٹی استاد کی ریٹائرمنٹ کے بعد دوبارہ بھرتی بہ طور صدرِ شعبہ یا ڈین نہیں ہو سکتی، نیز ۶۵/ سال کی عمر کے بعد دوبارہ بھرتی نہیں کی جا سکتی،[20] لیکن ان قوانین کی صریح خلاف ورزی دیکھنے میں آتی ہے۔ یہ سب اس ملک میں ہو رہا ہے جہاں اعلیٰ تعلیم یافتہ نوجوان بے روزگاری کا شکار ہیں اور اپنی تعلیم اور صلاحیتوں کو لیے یا تو بیرون ملک جانے پر مجبور ہیں یا اپنی تعلیمی سطح سے کم تر ملازمت اختیار کرنے پر مجبور ہیں۔

یہ طرز عمل دہرے نقصان کا باعث بن رہا ہے، یعنی ایک طرف اعلیٰ دماغوں کا ملک سے باہر منتقل ہونا اور دوسری طرف قومی ترقی میں تازہ دم اور عصری تقاضوں سے ہم آہنگ اور مستعد افرادی قوت کی عدم شمولیت۔ بیرونِ ملک اور اندرونِ ملک، دونوں سے اعلیٰ تعلیم کے حصول کے باوجود ملازمت کے مواقع نہ ملنا اعلیٰ تعلیم یافتہ نوجوانوں کے لیے اضطراب اور پریشانی کا سبب بنتا ہے۔

ریٹائرمنٹ کے بعد اساتذہ کی دوبارہ تعیناتی کرنے کی وجہ اگر یہ ہے کہ ان اساتذہ کا نعم البدل دست یاب نہیں، تو سوال اساتذہ کی قابلیت اور جامعات کے معیار پر اٹھتا ہے کہ وہ تمام مطلوبہ تعلیمی سہولتوں کے باوجود ایسے افراد، جو ملازمت سے سبک دوش ہونے والے اساتذہ کی جگہ لے سکیں، تیار کرنے میں ناکام کیوں ہیں؟ نیز

۱۹– مجاز: اسٹیبلشمنٹ خط حوالہ نمبر OMG-II,7/3/89، مورخہ 1989-01-28

۲۰– مثال کے طور پر دیکھیے:

"The Period of Re-Employment Shall not Exceed Two Years at a Time and Shall not Exceed Beyond The Age of 65"، National University of Modern Languages (NUML), Service Statues, Part 3, 16 (a).

دوبارہ انھی اساتذہ کو عہدوں پر بر قرار رکھ کر بہتر نتائج کی توقع کیسے کی جاسکتی ہے، جب کہ ان کی عمر بھی زیادہ ہو چکی ہوتی ہے اور ان کی توانائیوں میں بھی کمی آچکی ہوتی ہے؟

سرکاری ملازمت کے لیے نوجوان تعلیم یافتہ افراد کی عمر کی آخری حد ۳۳ر اور بعض صورتوں میں ۳۵ر سال مقرر کی گئی ہے، اس کے بعد یہ نوجوان زائد العمر قرار دے کر سرکاری نوکری کے لیے درخواست دینے کے لیے نااہل قرار دے دیے جاتے ہیں۔ ایسا اس مجبوری کے تحت کیا جاتا ہے کہ نئے فارغ التحصیل ہونے والے ان سے زیادہ کم عمر نوجوانوں کو سرکاری ملازمت کے حصول کے مواقع فراہم کیے جاسکیں، لیکن دوسری طرف ۶۰ر سالہ سرکاری ملازمین ریٹائرمنٹ کے بعد بھی ملازمت کے لیے تاحیات زائد العمر تصور نہیں کیے جاتے، انھیں ان کے عہدوں پر دوبارہ کنٹریکٹ پر برقرار رکھا جاتا ہے جب کہ ان کے مضمحل قویٰ ملازمت کی ذمہ داریوں کو کماحقہ ادا کرنے سے عموماً قاصر ہوتے ہیں۔

دینیات کے شعبے میں خصوصاً، اور دیگر شعبہ جات میں بھی ایک حد تک، ملازمت کے حصول میں مسلکی اور نسلی تعصب بھی کارفرما ہے۔ چناں چہ میرٹ اور معیار کے بجائے دیگر تعصبات ملازمت کا حصول مشکل بنا دیتے ہیں۔

ایم فل / ایم ایس اور پی ایچ ڈی خالصتاً تحقیقی نوعیت کی تعلیم ہے، تاہم پاکستانی جامعات میں کورس ورک کو تحقیق کے ساتھ شامل کیا گیا ہے۔ تحقیق کے طلبہ کو درپیش بنیادی نوعیت کے مسائل کا جائزہ لینے کے لیے ہم نے دو سوال نامے تیار کیے۔ ایک سوال نامہ پاکستانی جامعات میں زیرِ تعلیم اور فارغ التحصیل محققین کو ارسال کیا گیا، اور دوسرا ایسے پاکستانی محققین کو جو اعلیٰ تعلیم کے لیے بیرونِ ملک جامعات میں زیرِ تعلیم یا فارغ التحصیل ہیں۔

سوال نامے

سوال نامہ نمبر ا

ا۔ کورس ورک کے دوران آپ کو فنِ تحقیق (Research Methodology) کا مضمون پڑھایا گیا، کیا آپ اس کے معیار سے مطمئن ہیں؟

جواب: ۳۰ر میں سے ۲۸ر افراد یعنی ۹۳ فی صد نے نفی میں جواب دیا۔

۲۔ آپ کو پڑھانے والے استاد کی عمر کیا تھی؟ کیا زیادہ عمر کے اساتذہ ریسرچ کے جدید رجحانات سے کم واقف ہوتے ہیں یا زیادہ جان کاری رکھتے ہیں؟

جواب: اساتذہ کی عمریں ۴۰/ سے ۶۵/ اور زائد تھیں۔ تمام شرکا نے جواب دیا کہ زیادہ عمر کے اساتذہ تحقیق کے نئے رجحانات سے عموماً واقف نہیں ہوتے۔ ایک محقق نے کہا کہ ان کے ۶۵ سالہ استاد کسی حد تک جدید رجحانات سے واقف تھے، جب کہ ایک اور نے کہا کہ ان کے استاد ۶۰ سے زائد عمر کے باوجود جدید رجحانات سے اچھی واقفیت رکھتے تھے۔ لیکن انھوں نے بھی ان کو استثنا قرار دیا، یعنی عموماً ایسا نہیں ہوتا کہ زیادہ عمر کے اساتذہ جدید رجحانات سے کما حقہ واقف ہوں۔ ان کے مقابلے میں نوجوان اساتذہ کے بارے میں بتایا گیا کہ وہ جدید رجحانات سے زیادہ واقف ہوتے ہیں۔

۳۔ نگران مقالہ کا آپ کے ساتھ تعاون کیسا رہا؟

جواب: ۳۰ میں سے ۲۹ یعنی ۹۷ فی صد کا جواب تھا کہ انھیں اپنے نگران مقالہ کی طرف سے عدم تعاون کا سامنا رہا۔

۴۔ اپنی تحقیق کے دوران یا اس کے بعد کیا آپ کو یہ احساس ہوا کہ تحقیق کے بارے میں آپ کو مناسب رہ نمائی میسر نہیں آسکی؟

جواب: ۱۰۰ فی صد کا جواب ہاں میں تھا۔ یعنی کورس ورک کے بعد عملی تحقیقی کام میں آکر احساس ہوا کہ ان کو دوران تعلیم ملنے والی رہ نمائی ناقص تھی۔

۵۔ مقالہ جمع کرانے کے بعد اس کی جانچ (Evaluation) اور اس کی رپورٹیں وصول ہونے پر کتنا وقت صرف ہوتا ہے؟

جواب: ۱۰۰ فی صد کا جواب تھا کہ یہ وقت عموماً ایک سال کے لگ بھگ یا اس سے زائد ہوتا ہے۔

۶۔ کیا آپ کے مقالہ جات بین الاقوامی معیار کے جرائد میں چھپے ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟

جواب: صرف دو افراد نے بتایا کہ ان کے مقالات بیرون ملک جرائد میں چھپے، لیکن انھیں بھی رہ نمائی، نگران مقالہ کے بجائے دیگر افراد سے حاصل کرنا پڑی۔

۷۔ پاکستانی تحقیقی جرائد میں آپ کو مقالات شائع کرانے میں کن مسائل کا سامنا ہے؟

جواب: ان کے جوابات کے مطابق اس کی وجوہات یہ ہیں:

i. ۱۰۰٪ فی صد نے کہا کہ پاکستانی جرائد میں مقالہ جات جانب داری، مسلک اور تعلقات کی بنیاد پر شائع کیے جاتے ہیں۔

ii. ۱۰۰٪ فی صد نے کہا کہ مقالہ شائع کرانے کے لیے کسی معروف سینئر سکالر کا نام بہ طورِ ساتھی مقالہ نگار شامل کرنا مفید ہوتا ہے۔ اس کے بغیر مقالہ چھپنا مشکل ہوتا ہے۔

iii. ۹۰٪ فی صد نے کہا کہ اگر مدیر کو بغیر سفارش یا کسی معروف سینئر سکالر کے نام کے بغیر مقالہ بھیجا جائے تو سرے سے جواب ہی موصول نہیں ہوتا یا مقالہ مسترد کر دیا جاتا ہے، چاہے مقالہ کتنا معیاری ہی کیوں نہ ہو۔[۲۱]

۸۔ کورس ورک کے دوران لیکچر کے طریقہ کار اور معیار سے کیا آپ مطمئن ہیں؟

جواب: ۳۰ میں سے ۲۸ یعنی ۹۳ فی صد افراد نے کورس ورک کے دوران لیکچر کے طریقے کو بے فائدہ اور وقت کا ضیاع قرار دیا۔ نیز، لیکچرز کا معیار بھی زیادہ سے زیادہ ایم اے لیول کا بتایا گیا جو مفید نہیں تھا۔ دو افراد نے کہا کہ بعض لیکچرز سے فائدہ ہوتا تھا لیکن زیادہ تر بے فائدہ تھے۔ اس محدود گروپ کے افراد کے مطابق لیکچرز میں وقت صرف کرنے کے بجائے تحقیقی طریقہ کار کی تدریس اور مشق اور تحقیقی مقالات لکھوانے چاہییں۔ تاہم، انھوں نے یہ بھی شکایت کی کہ دوران کورس ورک جو مقالات بہ طور Assignments ان سے لکھوائے جاتے ہیں، ان کی جانچ پرکھ بھی مناسب طریقے سے نہیں کی جاتی؛ نہ خامیوں کی نشان دہی کی جاتی ہے اور نہ ہی ان کی اصلاح کے لیے مناسب رہ نمائی فراہم کی جاتی ہے، جس کی وجہ سے حتمی تحقیقی مقالہ لکھتے وقت علمی اور عملی مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور نئے سرے سے سیکھنا پڑتا ہے، جو مقالے کی تکمیل میں تاخیر کا سبب بنتا ہے۔

سوال نامہ نمبر ۲

سوالات:

۱۔ بیرون ملک جس جامعہ کے ایم فل / ایم ایس یا پی ایچ ڈی پروگرام میں آپ نے تعلیم حاصل کی اس کے کورس ورک میں طریقۂ تدریس کیا ہے؟

۲۱۔ ایچ ای سی سے منظور شدہ بیش تر جرائد نے مقالہ شائع کرنے کے لیے بھاری فیس وصول کرنا شروع کر دی ہے جو ایک طالب علم یا اوسط آمدن کے حامل محقق کے لیے ادا کرنا مشکل ہوتا ہے۔ چناں چہ بعض اوقات اسے کسی دوسرے محقق کا نام بہ طور شریک مصنف محض اس لیے شامل کرنا پڑتا ہے کیوں کہ وہ یہ فیس کلی یا جزوی طور پر ادا کرتا ہے۔

جواب: جواب دہندگان نے بتایا کہ امریکہ میں لیکچر اور عملی کام یعنی Assignments اور سرگرمیاں دونوں طریقے استعمال ہوتے ہیں۔ جب کہ برطانیہ میں کورس ورک نہیں کرایا جاتا، سارا وقت عملی تحقیق پر صرف کرایا جاتا ہے۔ یہی حال ناروے کی جامعات کا ہے۔

۲۔ نگران مقالہ کا رویہ عموماً کیسا ہوتا ہے؟

جواب: پانچ میں سے چار جواب دہندگان نے بتایا کہ انھیں ان کے نگران کا بہت اچھا تعاون حاصل رہا۔ ایک نے بتایا کہ اوسط درجے کا تعاون ملا۔

۳۔ مقالہ جمع کرانے کے بعد مقالے کے دفاع تک عموماً کتنا وقت صرف ہوتا ہے؟

جواب: تمام جواب دہندگان نے بتایا دیا کہ عموماً یہ وقت چھ ماہ سے زائد نہیں ہوتا۔

۴۔ پاکستانی طلبہ کو بیرونِ ملک جامعات میں تحقیق کے میدان میں کن بڑے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟

جواب: پانچوں افراد نے درج ذیل امور کی نشان دہی کی:

i. پاکستانی طلبہ کا بنیادی مسئلہ تحقیق میں داخلیت (Subjectivity) اور جذباتیت کا عنصر ہے، جو معیاری بین الاقوامی تحقیق کے لیے قابلِ قبول نہیں۔ پاکستانی طلبہ بین الاقوامی سطح پر رائج معروضی طرز کے غیر جذباتی تحقیقی مزاج اور زبان سے واقف اور مانوس نہیں ہوتے۔ انھیں بیرونِ ملک جامعات میں سب سے زیادہ مسئلہ اپنے اس فکری اور لسانی منہج کو بدلنے میں پیش آتا ہے۔

ii. دوسرا مسئلہ زبان کی کم زوری کا ہے جو وقت کے ساتھ محنت کرنے پر بہتر ہو جاتی ہے۔

سوال ناموں کے جوابات سے اخذ کردہ نتائج

ان سوال ناموں کے جوابات سے یہ نکات بہ طور نتائج سامنے آتے ہیں:

۱۔ پاکستان میں کورس ورک کے دوران پڑھائے جانے والے مناہج تحقیق (Research Methodology) کا معیار بہت پست ہے۔ اس کو سنجیدہ انداز میں عموماً پڑھایا ہی نہیں جاتا۔ اس میں عملی کام کروانے کا رجحان بہت کم زور ہے۔ محققین کو جدید تحقیق کے نظری و عملی طریقوں، اصولوں اور معیارات سے متعلق مناسب اور بروقت رہ نمائی میسر نہ آنے کی وجہ سے ملکی اور غیر ملکی جرائد میں تحقیقی مقالات کی اشاعت میں دشواریوں کا سامنا ہے۔

۲۔ پاکستانی جامعات میں عموماً بڑھاپے کی عمر کو پہنچے اساتذہ تحقیق کے نئے رجحانات سے عموماً واقف نہیں۔ ہمت و توانائی کی کمی کے علاوہ جدید ٹیکنالوجی پر ان کی دسترس بھی نسبتاً کم ہے۔ ان کے مقابلے میں نوجوان اساتذہ تحقیق کا طریقہ کار زیادہ بہتر انداز میں پڑھاتے ہیں اور نئے تحقیقی رجحانات سے عموماً واقف ہوتے اور انھیں جاننے اور سیکھنے کے لیے آمادہ ہوتے ہیں۔ وہ تحقیق کے میدان میں جدید ٹیکنالوجی کے مؤثر کردار اور استعمال سے بھی کافی حد تک آگاہ ہوتے ہیں۔

۳۔ ملکی تحقیقی جرائد میں عموماً تعصب، جانب داری، تعلق اور مسلک کی بنیاد پر مقالات شائع کیے جاتے ہیں۔ مقالے کی اشاعت کے لیے نگران مقالہ یا کسی معروف سینئر سکالر کا نام شامل کرنا پڑتا ہے۔ کسی علمی معاونت کے بغیر ان کا نام مقالہ نگار کے طور پر شامل کرنا بددیانتی کے زمرے میں آتا ہے۔

۴۔ پاکستانی جامعات میں نگران مقالہ عموماً تعاون نہیں کرتے اور طلبہ کو بیرونی رہ نمائی پر بھروسہ کرنا پڑتا ہے۔

۵۔ پاکستانی جامعات میں مقالہ جمع کروانے کے بعد اس کی جانچ اور رپورٹیں آنے میں کم از کم ایک سال صرف کیا جاتا ہے۔ بعض اوقات ایک سال سے بھی زائد ہو جاتا ہے۔

۶۔ پاکستانی جامعات میں کورس ورک میں لیکچر کا طریقہ کار اعلیٰ سطحی تعلیم کے لیے غیر ضروری ہے۔

۷۔ پاکستان میں معاشرتی علوم میں عموماً اور علوم اسلامیہ میں خصوصاً دوران تحقیق معروضی انداز نہیں اپنایا جاتا۔ تحقیق کی زبان جذباتی اور داخلیت کی حامل ہوتی ہے جو بین الاقوامی معیارِ تحقیق کے لحاظ سے غیر موزوں ہے۔

ماحصل

نوجوانوں میں جہاں سیکھنے اور آگے بڑھنے کی لگن اور صلاحیت زیادہ ہوتی ہے وہاں ان میں کم وقت میں زیادہ کام کرنے کی طاقت اور ہمت بھی زیادہ ہوتی ہے۔ محنت و استقامت اور قائدانہ صلاحیتوں کو اپنانے کا شوق ان کو علمی اور عملی میدان میں ترقی کرنے کے لیے تیار کرتا ہے۔ ان بنیادی خصوصیات کی بہ دولت وہ قوم کی تعمیر و ترقی میں غیر معمولی کردار ادا کر سکتے ہیں۔ لیکن اگر ان کی صلاحیتوں سے کماحقہ فائدہ نہ اٹھایا جائے تو اس بات کا قوی امکان رہتا ہے کہ ان کی توانائیاں نہ صرف ضائع ہوں جائیں بلکہ وہ تخریبی سرگرمیوں میں بھی استعمال ہو سکتی ہیں، جس سے متعدد سماجی برائیاں پروان چڑھتی ہیں۔

پاکستان کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کے چند بنیادی مسائل کے جائزے سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ ایک طرف ایسی بہت سی مالی، انتظامی اور ادارہ جاتی رکاوٹیں ہیں جن کے سبب وہ اعلیٰ تعلیم کے مواقع سے محروم رہ جاتے ہیں؛ دوسری طرف جن کو اعلیٰ تعلیم کے مواقع میسر ہیں وہاں تعلیم و تحقیق کا معیار اتنا پست ہے کہ وہ ملازمت کے لیے ملکی اور بین الاقوامی سطح پر اپنے لیے کوئی خاطر خواہ جگہ نہیں بنا پاتے۔

اندرون ملک صورت حال یہ ہے کہ جہاں آبادی میں مسلسل اضافے اور اداروں کی کمی کے باعث اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد بھی بے روزگار ہیں، وہاں ملازمت کے قوانین کی کھلی خلاف ورزی کرتے ہوئے ریٹائر ہونے والے افراد دوبارہ کنٹریکٹ وغیرہ پر پھر سے ملازمتوں پر براجمان رہتے ہیں اور تعلیم یافتہ نوجوانوں کی حق تلفی ہوتی ہے۔

سفارشات

اس مقالے میں پیش کی گئی تحقیق کی روشنی میں چند سفارشات درج ذیل ہیں:

۱۔ حکومت کو چاہیے کہ یونیسکو کی سفارش کے مطابق بجٹ کا ۲۰٪ فی صد تعلیم کی مد میں مختص کرے۔ یک دم ممکن نہ ہو تو اس میں بہ تدریج اضافے کو یقینی بنائے اور ترجیحی بنیادوں پر اس ہدف کو حاصل کرے۔

۲۔ حکومت آبادی کے تناسب سے تعلیمی انفراسٹرکچر میں اضافہ کرے۔ اس مقصد کے لیے پبلک اور پرائیویٹ دونوں سیکٹرز اشتراک عمل کے ذریعے بھی اقدامات کرسکتے ہیں۔

۳۔ جامعات کے فاضل محققین اور فارغ التحصیل طلبہ کے روزگار اور ملازمت کے لیے حکومت ترجیحی پالیسیاں اپنائے۔ جامعات میں ملازمت کے لیے بھرتی کے عمل کو مزید شفاف بنایا جائے۔

۴۔ ریٹائرمنٹ کے قوانین کی پابندی کرتے ہوئے عمر کی مقررہ حد پوری کرنے والے ملازمین کی آسامیوں پر مقررہ ضوابط کے مطابق نئے امیدواروں کے تقرر کو یقینی بنایا جائے۔

۵۔ جامعات میں اعلیٰ تعلیم کے نصاب کو مزید تحقیقی سرگرمیوں اور مشقوں پر مبنی بنانے کے لیے اساتذہ کی پیشہ وارانہ تربیت کو یقینی بنایا جائے۔

۶۔ تحقیق کے معاصر معیارات سے روشناس کرانے اور ان معیارات کے مطابق تحقیقی مقالات اور علمی کاموں کو آگے بڑھانے کے لیے جامعات میں اعلیٰ تعلیم کے نصاب کی مستقل بنیادوں پر تجدید نو کے عمل کو یقینی بنایا جائے۔

۷۔ اردو اور اسلامیات میں علمی سرقے (Plagiarism) کو جانچنے کے لیے نئے مناہج وضع کیے جائیں۔

۸۔ ملکی تحقیقی جرائد کا جائزہ لینے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ مقالات کا تحقیقی اور لسانی معیار سنجیدہ توجہ کا متقاضی ہے۔ نیز ایم فل یا پی ایچ ڈی کے مقالہ جات سے اخذ کر کے، الفاظ وتراکیب بدل کر، مزید مختصر مقالہ جات بنا کر شائع کرنے کا رجحان بھی عام ہے جو تحقیق کو افقی یا عمودی کے بجائے دائروی بنا دیتا ہے۔

۹۔ تحقیقی مجلات کے معیار اور تعداد کو بڑھانے کے لیے اصلاحاتی پالیسی مرتب کی جائے۔ نیز، معیاری مجلات کی ایک بڑی تعداد ایچ ای سی کے منظور شدہ مجلات کی فہرست میں شامل نہیں۔ ان کو شامل کرنے کے لیے متعلقہ ماہرین سے مشاورت کی جائے۔

۱۰۔ تحقیقی مقالات میں معیاری تحقیقی زبان اختیار کرنے پر زور دینا چاہیے اور اسے سکھانے کے لیے ماہرین سے باقاعدہ طور پر تربیتی ورکشاپس کرائی جانی چاہییں۔

۱۱۔ تعلیم یافتہ نوجوانوں کی تحقیقی سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی کے لیے تحقیقی مجلات کو واضح ہدایات دی جائیں تاکہ ان کو مقالات کی اشاعت کے لیے کسی قسم کے غیر ضروری تعلقات اور منت سماجت کی ضرورت نہ رہے۔ نوجوان محققین کی تربیت کے لیے ایچ ای سی کی جانب سے مجلات کو مشاہرے کی مد میں کچھ رقم بھی دی جا سکتی ہے۔

۱۲۔ غیر معیاری تدریس، اساتذہ کی نا اہلی، غیر ذمہ دارانہ رویے اور نگران مقالہ کے عدم تعاون کی روک تھام کے لیے مؤثر اقدامات کیے جائیں۔ طلبہ سے اساتذہ کی خفیہ رپورٹس وصول کرنے والا طریقہ زیادہ مؤثر نہیں۔ اس میں طالب علم کے مفاد کو اساتذہ کی طرف سے پہنچنے والے ممکنہ نقصانات سے بچانے کا کوئی طریقہ موجود نہیں۔ ضرورت ہے کہ ان ممکنہ خطرات سے طالب علم کے مفادات کے بچاؤ کے لیے جامع لائحہ عمل طے کیا جائے۔

۱۳۔ مزید جامعات کے قیام کی اشد ضرورت ہے، اور ان کو ملک کے مختلف حصوں میں آبادی کے تناسب کو مد نظر رکھتے ہوئے قائم کرنا چاہیے۔ بڑے شہروں میں ان کا ارتکاز بہت سے مسائل کا سبب بنتا ہے۔

۱۴۔ ایچ ای سی کو چاہیے کہ جامعات کے تعلیمی معیار کو بہتر بنانے کے لیے جامع اقدامات کرے تاکہ پاکستان کی جامعات بھی عالمی مقابلے کی سطح پر آ سکیں۔ بین الاقوامی جامعات کے پاکستانی جامعات سے اشتراک عمل کے لیے مزید اقدامات کیے جائیں۔ ایک جامع پروگرام کے تحت تسلسل کے ساتھ بین الاقوامی معتبر جامعات میں پاکستانی اساتذہ، محققین اور طلبہ کے مطالعاتی وفود بھیجے جائیں جو وہاں کے طریقہ تدریس اور نصاب کا جائزہ لیں اور اس کے مطابق پاکستان کی جامعات میں عمومی طور پر اور تحقیق

کے میدان میں خصوصی طور پر جامع اصلاحات متعارف کروائیں۔ اس مقصد کے لیے بیرونِ ملک جامعات سے ماہرین کو مدعو کر کے ان کی مہارت سے بھی فائدہ اٹھانا چاہیے۔

۱۵- مقالات کی جانچ (Evaluation) اور جانچنے والوں کی جانب سے جائزہ رپورٹ جمع کرنے کے عمل میں بہت وقت ضائع ہوتا ہے۔ مقالہ جمع کروانے سے مقالے کے دفاع تک کی مدت ۶ ماہ کرنے کا قانون بنایا جائے۔

List of Sources in Roman Script

- “Budget Speech 2015-16”. https://www.finance.gov.pk/budget/budget_speech_urdu_2015_16.pdf
- “Guidelines for Developing an Education Budget Brief”. *Social Policy and Research Section, UNICEF Regional Office for Eastern and Southern Africa (ESARO)*, March 2019, 19. https://www.unicef.org/esa/media/3816/file/Guidelines-Developing-a-Education-Budget-Brief-March-2019.pdf
- “Labour Force Survey 2014-15 (Annual Report)”. *Pakistan Bureau of Statistics*. Accessed March 28, 2016. https://www.pbs.gov.pk/content/labour-force-survey-2014-15-annual-report
- “Pakistan Demographics Profile”. *Index Mundi*. Accessed July 16, 2016. http://www.indexmundi.com/pakistan/demographics_profile.html
- “Pakistan Education Statistics 2014-15”. *National Education Management Information System, Academy of Educational Planning and Management, Ministry of Federal Education and Professional Trainining, Government of Pakistan.* http://library.aepam.edu.pk/Books/Pakistan%20Education%20Statistics%202014-15.pdf
- “Pakistan Education Statistics 2017-18” ”. *National Education Management Information System, Academy of Educational Planning and Management, Ministry of Federal Education and Professional Trainining, Government of Pakistan.* http://library.aepam.edu.pk/Books/Pakistan%20Education%20Statistics%202017-18.pdf
- “Pakistan’s Youth Bulge: Human Resource Department (HRD) Challenges”, *IPRI.* Accessed March 28, 2016. http://www.ipripak.org/pakistans-youth-bulge-human-resource-

development-hrd-challenges/#sthash.FkYYksRb.yCnWXrPn.dpbs

- ❖ Ahmad, Amin. "Number of Migrants from Pakistan is Increasing". *Dawn*. Accessed December 11, 2017.https://www.dawn.com/news/1375925/number-of-migrants-from-pakistan-is-increasing
- ❖ National University of Modern Languages (NUML), Service Statues.